ناول کا نام: غم عاشقی

رائٹر نام: مسز خاور

مکمل کہانی

رومینٹک

Instagram ID: novalist ___ girl

ہلکی سی خاموشی میں لپٹا کمرہ وقت کی قید میں محسوس ہو رہا تھا۔ دیوار پر نصب گھڑی کی سوئیاں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں، جیسے ہر لمحہ کو گزر جانے کے خوف سے سنبھال رہی ہوں۔ کلاس روم کے ایک کونے میں چند طالب علم اپنی کتابوں میں گم تھے، اور کچھ دوستوں کے ہنستے مسکراتے چہروں سے سرگوشیوں میں مصروف تھے۔ کلاس کے سامنے بورڈ کے پاس کھڑے ٹیچر گرامر کے اصول سمجھا رہے تھے، مگر ہادی اور ماہی کے دل میں کچھ اور ہی اصول گردش کر رہے تھے۔

ہادی نے گہری سانس لے کر خود کو تیار کیا جیسے دل کی کوئی بات کہنے والا ہو۔ آہستہ سے، ذرا آگے جھک کر اس نے ماہی کو مخاطب کیا، "ہائے ماہی! تمہیں پتا ہے، وہ دن میری زندگی کا سب سے خوبصورت دن ہو گا جس دن میری تم سے شادی ہو گی۔"

ماہی جو ابھی تک بورڈ پر نظر جمائے تھی، ہادی کی اس سرگوشی سے چونک گئی۔ اس کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی، اور پل بھر کے لیے اس نے ہادی کی طرف دیکھا۔ ہادی کے چہرے پر ایک خاموش مگر سنجیدہ سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ اپنے خوابوں کو حقیقت کی قید میں قید کرنا چاہ رہا ہو۔ ہادی نے نرمی سے بات جاری رکھی، "اور پھر جب میرے پیارے پیارے بچے ہوں گے..."

ماہی نے اس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے مسکرا کر کہا، "ہادی کے 'بچے'؟ تم ابھی کلاس میں ہو، سامنے ٹیچر ہیں، اور تم شادی سے بچوں تک کے خواب دیکھنے لگے ہو؟"

ہادی نے اس کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا، "ہاں، وہی تو کہہ رہا ہوں کہ ایک دن بچے

بھی ہوں گے۔"اس کی بے فکری اور ضدی انداز سے لگ رہا تھا کہ اسے کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔

ماہی نے مصنوعی غصے سے کہا، "تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا، ہادی!" اور دوبارہ بورڈ کی طرف متوجہ ہو گئی، مگر اس کے دل میں ایک چھوٹی سی مسکراہٹ چھپی ہوئی تھی۔

ہادی اپنی جیت پر خوش تھا۔ اس نے کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھا اور کلاس کی طرف دیکھنے لگا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ مگر اس کے دل میں وہ خواب، وہ دن، وہ لمحے جیسے اپنی جگہ پکڑ چکے تھے۔ اسے یقین تھا کہ ایک دن وہ سب حقیقت بنیں گے، جیسے سوئیاں وقت کو قید کر کے چل رہی ہوں، ویسے ہی اس کے خواب حقیقت کی دیوار پر نقش ہو جائیں گے۔

یونیورسٹی سے واپس آتے ہی ماہی کا دل بے چین ہو گیا۔ جیسے ہی وہ گھر کے سامنے پہنچی، اس کی آنکھوں کے سامنے ایک عجیب سی خاموشی پھیل گئی۔ درختوں کی سرسراہٹ بھی جیسے وقت کے تھم جانے کا گواہ بن گئی ہو۔ اس کے دل میں خوف

کا سایہ تھا، جیسے کوئی برا خواب حقیقت بننے والا ہو۔ دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے گھر کا دروازہ کھولا تو اس کی آنکھوں کے سامنے ایک خوفناک منظر تھا۔

کمرے کے بیچ اس کے ابا کا جنازہ پڑا تھا، جس پر سفید چادر ڈالی گئی تھی۔ ماہی کا دل ٹوٹ گیا۔ کمرے میں اس کی سوتیلی ماں سریا، بہن مدیحہ اور چھوٹی بہن زویا روتے ہوئے جنازے کے گرد بیٹھی تھیں۔ ان کے چہرے کی اداسی جیسے اس کی روح کو چیر رہی تھی۔

"ابا!" ماہی نے ایک بے بسی کے عالم میں کانپتی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، جیسے کوئی دریا پھٹ پڑا ہو۔ وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی، اور ٹانگوں میں جیسے جان ہی نہیں رہی۔ وہ گرنے لگی کہ پیچھے سے ہادی نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔

"ماہی، خود کو سنبھالو!" ہادی کی آواز میں نرم دلاسہ تھا، لیکن ماہی کے دل کی کیفیت ایک سیلاب کی مانند تھی، جو تمام رکاوٹیں توڑ کر بہہ رہی تھی۔ اس نے ہادی

کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور روتے ہوئے کہا، "کیسے سنبھالو؟ پہلے اماں چھوڑ کر چلی گئیں اور اب ابا بھی۔ مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں، میں کیا کروں گی؟"

ہادی نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی۔ پھر نرمی سے بولا، "ماہی، یہ سب اللہ کی مرضی ہے۔ امیر خالو کو اللہ نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ ہمیں صبر کرنا ہے۔"

ہادی کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے، لیکن اس نے اپنی ہمت کو اکٹھا کیا۔ ماہی کو جانتا تھا کہ اس کا یہ غم کتنا بڑا ہے، مگر اس نے ماہی کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ "دیکھو، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، ہم مل کر اس غم کا سامنا کریں گے۔"

جنازے کو کاندھا دیا جا چکا تھا، اور لوگ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے الوداعی کلمات کہہ رہے تھے۔ ماہی خاموشی سے کھڑی دیکھتی رہی۔ اس کے ہاتھ خالی تھے، اور اس کے دل میں ایک گہرا خلا تھا۔ جیسے وہ اپنے والد کے ساتھ اپنی زندگی کی خوشیوں کے لمحے گن رہی ہو، جواب ہمیشہ کے لیے چھن گئے تھے۔

گھر میں ایک اداسی کی ہوا چل رہی تھی۔ کمرہ خاموش تھا، مگر ماہی کا دل ایک طوفان کی زد میں تھا۔ اس کی زندگی کا وہ مضبوط ستون، جس پر اس نے ہمیشہ بھروسہ کیا تھا،

آج ہمیشہ کے لیے گر گیا تھا۔اس کے ابا، جو ہمیشہ اس کے سر پر سایہ بنے رہتے تھے، آج اسے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

ماہی نے دل میں محسوس کیا کہ وہ ایک خالی سی دنیا میں کھڑی ہے، جہاں کوئی بھی اس کا نہیں۔اس نے اپنے ارد گرد دیکھتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا کہ ابا کی یادیں، ان کی محبت، ان کے ساتھ گزرا ہر لمحہ اس کے دل میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔وہ جانتی تھی کہ ابا کی روح ہمیشہ اس کا ساتھ دے گی، اور اسے ان کی یادوں کو سنبھالنا ہو گا۔ماہی کے ابا کی وفات کے بعد اُس کی زندگی میں ہر چیز تبدیل ہو گئی تھی۔وہ وقت جب ماہی کو اپنے ابا کی دعائیں اور حوصلہ ملتا تھا، اب صرف یادوں میں محفوظ رہ گیا۔اُس کی سوتیلی ماں، سریا، نے اس کے لیے زندگی کو مزید مشکل بنا دیا۔یونیورسٹی کی تعلیم ختم کر کے ماہی کو گھر کے کاموں میں مشغول کر دیا گیا۔

ہادی، جو ماہی کا دوست اور اُس کی محبت تھا، بھی ایک اچھی نوکری کی تلاش میں دوسرے شہر منتقل ہو گیا۔دوری نے ماہی کو مزید اکیلا کر دیا، مگر ہادی ہمیشہ اُس کا خیال رکھتا، کبھی کبھی فون کر کے اُس کو تسلی دیتا کہ وہ ہمیشہ اُس کا ہے، چاہے وہ کتنی دور کیوں نہ ہو۔

ایک روز سریا نے اپنی بہن نادیہ کو کال کی۔ اُس نے کہا، "دیکھو بہن، میرا آخری سہارا میرا شوہر تھا، اب وہ چلا گیا ہے۔ میری بیٹی مدیحہ بڑی ہو گئی ہے، اور میں چاہتی ہوں کہ اُس کی شادی ہادی سے ہو جائے۔ حالات بہت خراب ہیں۔"

نادیہ جانتی تھی کہ ہادی مدیحہ سے کبھی شادی نہیں کرے گا، کیونکہ وہ ہمیشہ ماہی سے محبت کرتا تھا۔ "ٹھیک ہے، نادیہ، میں ہادی سے بات کروں گی۔" نادیہ نے پریشانی سے کہا۔

"صرف بات نہیں کرنی، اُسے رضامند کرنا ہے!" سریا نے غصے سے کہا اور کال کاٹ دی۔

جب نادیہ نے ہادی سے بات کی تو وہ غصے میں آ گیا۔ "امی، آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں مدیحہ سے شادی نہیں کروں گا!"

"دیکھو ہادی، تمہیں تمہارے مرے ہوئے باپ کی قسم ہے، انکار نہ کرنا۔" نادیہ نے نرم لہجے میں کہا۔

ہادی نے بے یقینی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب اُس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ اُس نے اپنے مردہ باپ کی قسم کے سامنے ہار مان لی، اور شادی پر آمادہ ہو گیا۔

جب یہ بات ماہی کو پتہ چلی تو اُس کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ مرنے والی ہو گئی، کیوں کہ ہادی اُس کا آخری سہارا تھا اور اب وہ اُس کی سوتیلی بہن کے ساتھ رشتہ جوڑ رہا تھا۔ ماہی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا وہ کبھی ہادی کو بھول پائے گی؟

دوسری طرف، ہادی کی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی۔ وہ ماہی کے بارے میں سوچتا رہتا۔ کیا وہ اُس کے سامنے جا کر اپنی دل کی بات کہہ سکے گا؟ کیا وہ ماہی کے بغیر زندگی گزار پائے گا؟ ماہی اُس کی زندگی کا اہم حصہ تھی، جیسے وہ اُس کی رگوں میں بہتا ہوا خون ہو۔ شادی کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ گھر میں خوشیوں کا شور تھا، لوگ ہنستے، گاتے، اور خوشیوں کا جشن مناتے نظر آ رہے تھے۔ مگر اس شور و غل کے درمیان ماہی کے دل میں خاموشی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہر پل، ہر لمحہ اس پر

بھاری ہو رہا تھا۔ وہ اندر ہی اندر ٹوٹ رہی تھی۔ ہادی، اس کی محبت، اس کی زندگی سے دور جا چکا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ہادی اب مدیحہ کا ہے، اور یہ حقیقت اس کے دل کو ہر لمحہ چیر رہی تھی۔

جب مدیحہ کمرے میں آئی تو اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ اپنی کامیابی پر خوش ہو۔ اس نے طنز بھرے لہجے میں کہا، "ارے ماہی! کیا قسمت پائی ہے تم نے۔ پیدا ہوئی تو ماں کو کھا گئی، جوانی میں ابا چل بسے، اور اب شادی کا وقت آیا تو تمہاری محبت میرے نصیب میں آ گئی۔"

ماہی نے اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کی، مگر اس کے دل کی تکلیف اتنی شدید تھی کہ اس کے آنسو نکل آئے۔ اس نے روتے ہوئے کہا، "ہادی صرف مجبور تھا، مدیحہ۔ ورنہ وہ تو تمہارے منہ پر تھوکنا بھی گوارا نہ کرتا۔"

مدیحہ کا چہرہ غصے سے تمتمانے لگا۔ وہ جھٹ سے ہاتھ اٹھا کر ماہی کو مارنے کے لیے بڑھی، لیکن اچانک زویا نے آ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "آپی، خدا کے لیے! جینے دیں ماہی آپی کو!" زویا نے دکھی لہجے میں کہا، اس کی آواز میں عاجزی اور دکھ تھا۔ "آپ

نے ان سے بہت کچھ چھین لیا ہے، اب انہیں زندہ رہنے دیں۔" زویا نے مدیحہ کو کمرے سے باہر نکالا اور دروازہ بند کر دیا۔

ماہی زویا کے گلے لگ کر بے اختیار رو پڑی۔ وہ اپنے دل کا سارا درد اور تکلیف آنسوؤں میں بہانے لگی، جیسے یہ آخری موقع ہو کہ وہ اپنی تکلیف کسی کے سامنے ظاہر کر سکے۔

....

شادی کا دن خاموشی سے گزرا۔ سب کچھ بظاہر خوشیوں بھرا تھا، مگر مدیحہ کے دل میں ایک انجانا خوف اور بے چینی تھی، لیکن اس نے اس چیز کو نظر انداز کیا۔ شادی کے بعد کی رات تھی، اور وہ دلہن بنے کمرے میں بیٹھی ہادی کا انتظار کر رہی تھی۔ کمرے کی ہوا میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی، لیکن مدیحہ کی خوشی کہیں کھو گئی تھی۔

جب ہادی کمرے میں داخل ہوا، وہ سیدھا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ باہر آیا تو مدیحہ ویسے ہی بیٹھے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"مدیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "آپ نے مجھے اتنی دیر انتظار کیوں کروایا؟

"ہادی نے اس پر ایک سرد نگاہ ڈالی اور بولا، "کیا مطلب؟ کیوں بیٹھی ہو یہاں؟

"مدیحہ نے حیرت سے کہا، "میں دلہن ہوں آپ کی۔

ہادی نے گہری سانس لی اور مدیحہ کے قریب آکر تلخ لہجے میں بولا، "مدیحہ، میری بات غور سے سنو۔ میری محبت ماہی ہے، صرف اور صرف ماہی۔ یہ شادی میرے لیے ایک مجبوری ہے، دل کا فیصلہ نہیں۔ میرا دل آج بھی ماہی کے لیے دھڑکتا ہے۔ سمجھ لو کہ میں ایک ایسا پرندہ ہوں جو ماہی کی محبت میں قید ہوں۔ تم سے شادی

"زبردستی ہوئی ہے، اور مجھے جب بھی موقع ملا، میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔

یہ کہہ کر ہادی نے دوسری طرف کروٹ لے لی اور آنکھیں بند کر لیں۔ مدیحہ کا چہرہ سفید پڑ گیا، جیسے کسی نے اس کے سارے خوابوں کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ وہ ششدر بیٹھی رہی، اس کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

....

ہادی کے دماغ میں ماہی کے ساتھ بیتے خوبصورت لمحے کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔
وہ لمحہ یاد آیا جب اس نے ماہی سے کہا تھا، "وہ دن میری زندگی کا سب سے خوبصورت دن ہو گا جس دن میں تم سے شادی کروں گا، ماہی۔" مگر اب اس خوبصورت دن کا خواب بکھر چکا تھا۔ حقیقت کی تلخیاں اسے لمحہ بہ لمحہ کاٹ رہی تھیں۔

ماہی اپنے کمرے میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس کی زندگی کی آخری امید بھی مٹ چکی ہے۔ ہادی اب کسی اور کا ہو چکا تھا، اور وہ، جیسے جیتے جی مر رہی تھی۔ اس نے خود سے سرگوشی کی، "شاید میرا نصیب ہی خراب تھا۔ ایک محبت ہی تو بچی تھی

"میرے پاس، وہ بھی مجھ سے چھین لی گئی۔

اندھیری رات میں، خاموشی کے سائے میں، ماہی اور ہادی اپنی اپنی زندگی کے المیے میں گم تھے۔ دونوں کے دل زخمی تھے، مگر قسمت کے فیصلے نے انہیں ایک ایسی الجھن میں ڈال دیا تھا جس سے نکلنا ناممکن تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ کمرے میں ہلکی

روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ نادیہ نے مدیحہ اور ہادی کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھٹکایا۔ اندر کی خاموشی کو توڑتے ہوئے، ایک تھکا دینے والی آہ بھری۔

مدیحہ، جس کی آنکھ ابھی کچھ ہی لمحے پہلے کھلی تھی، غصے سے بستر سے اٹھی اور دروازے تک گئی۔ "خالہ! کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ؟ کیوں صبح صبح جگا رہی ہیں؟"

نادیہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "بیٹا، ناشتہ لگ گیا ہے۔ ہادی کو بھی اٹھا دو، آ کر ناشتہ کر لو۔"

مدیحہ نے ایک طنزیہ قہقہہ لگایا، "خالہ، تمہارا صاحبزادہ رات میں ہی کہیں باہر چلا گیا تھا، یقیناً اپنی محبوبہ کے ہجر میں بیٹھ کر آنسو بہا رہا ہو گا۔" یہ جملہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر غصے اور حسد کا رنگ صاف نظر آ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ نادیہ کچھ کہتی، پیچھے سے ہادی کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے مدیحہ کے تمام زہر آلود الفاظ سن لیے تھے۔ ہادی کی نظریں غصے سے سرخ ہو

گئیں۔اس نے مدیحہ کوایسی نظروں سے دیکھا جیسے ابھی کھا جائے گا، مگر کچھ کہے بغیر واش روم کی طرف چل دیا۔

مدیحہ نے نادیہ کی طرف دیکھ کر کہا،" خالہ،اب آپ کیوں گھور رہی ہیں؟آرہے ہیں تیار ہوکر۔" یہ کہتے ہوئے اس نے زور سے دروازہ بند کردیا۔نادیہ اپنی بھانجی کے اس تلخ رویے سے دنگ رہ گئی۔

مدیحہ اورہادی کی شادی کو صرف دس دن ہوئے تھے، مگران دس دنوں میں ہادی نےاس سے نہ بات کی تھی نہ ہی اسے صحیح طریقے سے دیکھا تھا۔دونوں کے درمیان سردمہری اورخاموشی تھی۔مدیحہ کے دل میں ایک ٹیس اٹھتی اور وہ اندر ہی اندر کڑھتی رہتی۔

کمرے میں واپس آتے ہی مدیحہ نے ہادی کی طرف دیکھ کر کہا،"ہادی، مجھے امی کی طرف جانا ہے۔"

ہادی نے لاپرواہی سے جواب دیا،"تو جاؤ، میں نے تمہیں کب روکا ہے؟

مدیحہ نے جھنجھلا کر کہا، "ٹھیک ہے، میں خالہ سے کہتی ہوں کہ مجھے چھوڑ آئیں گی۔"

ہادی نے موبائل کی اسکرین سے نظریں ہٹائے بغیر بولا، "نہیں، میں خود لے جاؤں گا تمہیں۔"

مدیحہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا، "ٹھیک ہے، میں تیاری کر لیتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

ہادی کے چہرے پر ایک چمک آ گئی۔ "چلو، ماہی سے ملنے کا بہانہ تو مل گیا!" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

مدیحہ، جو ابھی تک خالہ سے بات کر رہی تھی، کہنے لگی، "خالہ، ہادی میرے ساتھ نہیں جائے گا، آپ ہی مجھے امی کے گھر چھوڑ آئیں۔"

نادیہ نے حیرت سے کہا، "بیٹا، میں کیسے کہوں ہادی سے؟"

مدیحہ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا، "خالہ، کہنا تو پڑے گا آپ کو، ورنہ..." وہ اپنی بات مکمل کر رہی تھی کہ ہادی کمرے میں آگیا۔

"ہادی نے سخت لہجے میں کہا، "ورنہ کیا کرو گی، مدیحہ؟

"مدیحہ نے فوراً نظریں نیچی کر لیں اور ہلکے سے بولی، "نہیں، کچھ بھی نہیں۔

ہادی نے اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا، "مدیحہ، اپنی حد میں رہو۔ میں تمہیں اپنی ماں سے اس لہجے میں بات کرنے کی کبھی اجازت نہیں دوں گا۔ اور ہاں، "تیار ہو جاؤ، میں تمہیں تمہاری ماں کے گھر چھوڑ آتا ہوں۔

مدیحہ نے صرف "جی، ٹھیک ہے" کہا اور اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

چند لمحوں کے بعد، مدیحہ اور ہادی مدیحہ کی ماں کے گھر پہنچ گئے۔ ہادی نے قدم رکھتے ہی جو منظر دیکھا، وہ اس کے دل کو کاٹنے کے لیے کافی تھا۔

سامنے ماہی تھی۔ وہ نوکروں کی طرح کام کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پونچھا تھا اور وہ جھکی ہوئی، فرش کی صفائی میں مگن تھی۔ اس کا چہرہ تھکاوٹ اور غم سے مرجھایا ہوا تھا۔ ہادی کے دل میں ایک ٹیس اٹھی، جیسے کسی نے تلوار سے اسے چیر دیا ہو۔ ماہی نے زخمی نظروں سے ہادی کی طرف دیکھا، جیسے اسے ہزاروں شکایتیں کرنا چاہ رہی ہو، مگر پھر نظریں جھکا کر دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گئی۔

ہادی نے بے بسی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں اور مدیحہ سے کہا، "میں کمرے میں جا رہا ہوں، کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔" یہ کہتے ہوئے وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا، ماہی کی حالت اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

ادھر مدیحہ اپنی ماں سے گلے مل رہی تھی، دونوں خوشی سے باتوں میں مصروف تھیں، جیسے ماہی کی موجودگی انہیں کسی طرح کا اثر نہیں ڈال رہی تھی۔ مدیحہ کی ماں نے ماہی کو دوبارہ صفائی کے کام میں لگا دیا۔

کمرے میں جاتے ہی ہادی نے دروازہ بند کیا اور خود کو بستر پر گرا دیا۔ اس کے ذہن میں ماہی کا وہ زخمی چہرہ گردش کر رہا تھا، جو اس کی محبت میں بکھر کر رہ گیا تھا۔ رات

کا سماں تھا، اور گھر میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ماہی نے دن بھر کی محنت کے بعد صفائی مکمل کی تھی اور کھانا تیار کر کے میز پر لگا دیا تھا۔ وہ خود بھی تھکی ہوئی تھی اور کھانا کھانے ہی بیٹھنے والی تھی کہ اچانک سریا کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

ماہی، یہ کھانا پہلے ہادی کو دے آؤ۔" سریا نے حکم دینے والے انداز میں کہا۔"

"ماہی نے حیران ہو کر سریا کی طرف دیکھا، "میں؟

"سریا نے سنجیدگی سے جواب دیا، "ہاں تم۔ اور کون؟

"ماہی نے بیزاری سے کہا، "میں نہیں جاؤں گی۔

سریا نے غصے سے کہا، "دماغ خراب مت کرو، ماہی۔ چپ چاپ کھانا لے کر جاؤ اور "ہادی کو دے آؤ۔

ماہی کے دل میں ایک بوجھ سا محسوس ہوا۔ وہ ہادی کے سامنے جانا نہیں چاہتی تھی، مگر حالات نے اس کے قدموں کو باندھ دیا۔ آخر کار اس نے کھانا اٹھایا اور ہادی کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ دل میں ان گنت خیال اور جذبات کا طوفان بپا تھا۔

پیچھے، مدیحہ نے اپنی ماں سے سرگوشی میں کہا، "امی، ماہی کو کیوں بھیجا؟ پھر سے

"! کہیں وہ عاشقیاں نہ لڑانے لگے

سریا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا، "کچھ نہیں ہو گا، مدیحہ۔ ماہی خود ہادی سے

"بدزن ہے، وہ اس سے بات بھی نہیں کرے گی۔ تم نے کھانا کھایا؟

ماہی ہادی کے کمرے کے سامنے پہنچ کر کچھ لمحے رک گئی۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ اس نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے غصے بھری آواز آئی۔

کون ہے؟" ہادی نے بلند آواز میں کہا۔"

ماہی نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے دوبارہ دستک دی۔ اب کے بار ہادی نے غصے سے دروازہ کھولا۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظر ماہی کے معصوم چہرے پر پڑی، اس کا سارا غصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ ماہی کے چہرے پر تھکن اور گہری اداسی تھی، جیسے وہ مدتوں سے مسکرائی نہ ہو۔

ماہی نے بنا کچھ کہے کھانا میز پر رکھا اور واپسی کے لئے مڑنے لگی۔ مگر ہادی نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ماہی نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

ماہی، میری بات تو سنو۔" ہادی کے لہجے میں نرمی اور اداسی تھی۔ "

ماہی نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا، "مجھے کچھ نہیں سننا۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔" اس کی آواز میں تکلیف اور غصہ تھا۔

ہادی نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "ماہی، تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟ میری طرف دیکھو تو سہی، میں پل پل مر رہا ہوں تمہاری یاد میں۔ تم میری محبت "ہو، میری زندگی ہو۔

ماہی نے ہنسی اور دکھ کی ملی جلی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "یہ محبت تب کہاں تھی جب تم نے سر جھکا کر نکاح کیا تھا اور کسی اور عورت کو اپنی بیوی بنا لیا تھا؟ اور یہ میرا "ہاتھ چھوڑو، ہادی۔ تم اب کسی اور کے شوہر ہو، جاؤ اور اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑو۔

ہادی نے ندامت سے سر جھکا لیا اور آہستگی سے کہا، "ماہی، مجھے معاف کر دو۔ میں "جانتا ہوں، میں نے تمہارا دل دکھایا ہے، میں تمہارا مجرم ہوں۔

ماہی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔اس نے اپنے ہاتھ کو چھڑانے کی کوشش کی،
"مجھے کچھ نہیں جاننا،ہادی! بس مجھے میری زندگی جینے دو۔ تم نے جو کرنا تھا، کرلیا۔
اب مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔"

یہ کہہ کر وہ اپنی ہچکیوں کو دبانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی دروازے کی طرف بھاگی۔اس کے دل کا بوجھ اس کے قدموں کو بھاری کر رہا تھا، مگر اس نے خود کو سنبھالا اور کمرے سے نکل گئی۔وہ اتنے غم میں تھی کہ کھانا کھانے کا بھی خیال نہیں رہا۔

پیچھے ہادی بے بسی سے کھڑا رہ گیا،اس کی آنکھوں میں ندامت اور دکھ کے آثار تھے۔اس کا دل لرز رہا تھا،اور آنکھیں بار بار دروازے کی طرف اٹھتی تھیں، جہاں سے ماہی روتی ہوئی نکل گئی تھی۔ سردی کی شدت نے ہر چیز کو جیسے منجمد کر رکھا تھا۔ صبح کا سورج دھند کے پردے میں چھپا ہوا تھا،اور ماہی کا وجود بخار کی حدت اور تھکن سے بے حال تھا۔رات بھر اسے بخار نے سونے نہیں دیا تھا، لیکن صبح ہوتے ہی اس نے خود کو کسی طرح بستر سے کھینچ کر اٹھایا اور سب گھر والوں کے لیے ناشتہ

تیار کیا۔اس کے جسم میں تھکن کا ایک بوجھ سا تھا، مگر ماہی کو معلوم تھا کہ اس کے آرام کی کسی کو پرواہ نہیں تھی۔

ناشتہ کے بعد وہ بمشکل کچن سے باہر نکلی ہی تھی کہ سریا کی کڑک دار آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

ماہی !" سریا نے اپنی مخصوص بے رحم نظروں کے ساتھ اسے دیکھا۔"

"ماہی نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا،"جی،امی؟

میں نے مشین میں کپڑے ڈال دیے ہیں، جاؤ دھو لو۔" سریا کے لہجے میں حکم تھا،" کسی اپنائیت کی رمق تک نہ تھی۔

ماہی نے ایک لمحے کو اپنے کپکپاتے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور پھر سریا کی طرف۔

"امی، مجھے پوری رات بخار رہا ہے۔ جسم میں بالکل طاقت نہیں بچی۔اور اوپر سے اتنی سردی ہے کہ اگر میں اس حالت میں کپڑے دھوؤں گی تو مزید بیمار ہو جاؤں گی۔"

سریا نے ناک چڑھاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا، "تم کیا چاہتی ہو کہ مدیحہ، جو کچھ دن کے لیے ہم سے ملنے آئی ہے، وہ کپڑے دھوئے اور بیمار ہو جائے؟ اسے بخار ہو جائے؟"

ماہی نے اپنے اندر امڈتے ہوئے آنسوؤں کو روکا اور سنبھل کر کہا، "امی، میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ بس میری اپنی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

سریا نے ہاتھ جھٹک کر کہا، "تو پھر بحث مت کرو اور جاؤ، کپڑے دھو لو!"

"جی، امی۔" ماہی نے ہلکی آواز میں کہا اور سر جھکاتے ہوئے باہر لان کی طرف چل دی۔ کپڑے دھونے کے لیے مشین میں ڈالنا شاید آسان تھا، مگر سردی کی شدت اور بخار نے اسے بالکل بے بس کر دیا تھا۔

وہ کپڑے دھو رہی تھی کہ اس کے جسم کا بخار مزید شدت اختیار کر گیا۔ اس کے ہاتھ اور پیر نیلے پڑنے لگے، ہونٹوں کی رنگت بھی سرخی کی بجائے نیلاہٹ میں تبدیل ہو رہی تھی۔ سردی اس کی ہڈیوں میں گھس گئی تھی، لیکن وہ پھر بھی اپنا کام کر رہی تھی، جیسے اس کی تکلیف کا احساس کسی کو نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد، مدیحہ ایک کپ چائے لے کر اس کے پاس آئی اور جیسے مصنوعی ہمدردی سے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگی، "یہ لو، چائے پی لو۔ امی نے بھیجی ہے۔ سردی میں کانپ رہی ہو، چائے پیو گی تو ذرا گرمائش مل جائے گی۔"

ماہی نے تھوڑی حیرت اور تھکن بھری آنکھوں سے مدیحہ کو دیکھا۔ اس کی نظروں میں حیرانی کے ساتھ ایک گہرا سوال تھا، جیسے وہ سمجھ نہ پا رہی ہو کہ مدیحہ اچانک اتنی مہربان کیوں ہو گئی۔

مدیحہ نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا، "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ چائے پی لو، اور ہاں، ایک آخری بات یاد رکھنا..." اس نے لہجے میں طنز بھر کر کہا، "میرے شوہر سے دور رہنا!"

ماہی نے اس کی بات سنی اور لمحہ بھر کو اس کے الفاظ کی تلخی پر غور کیا۔ اس کی آنکھوں میں بے بسی اور غصے کی آمیزش نظر آئی۔ "مدیحہ، تم اپنے شوہر کو خود سنبھالو، میری فکر چھوڑ دو۔ میں کسی کی زندگی میں دخل اندازی نہیں کرتی۔"

مدیحہ نے نخوت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "شاید تم بھول رہی ہو کہ میرا شوہر کبھی تم سے محبت کرتا تھا۔ یہ نہ ہو کہ تم دوبارہ اپنی اداؤں کے جال میں اسے پھنسالو!"

ماہی کا ضبط ٹوٹنے لگا۔ اس نے غصے میں کہا، "اگر تمہیں معلوم تھا کہ ہادی مجھ سے محبت کرتا تھا، تو پھر کیوں اس سے شادی کی تم نے؟"

مدیحہ نے بے پروائی سے ہنستے ہوئے کہا، "کیونکہ، ماہی، تمہاری محبت کوئی تھرڈ کلاس انسان نہیں بلکہ 'ہادی' ہے، جو دولت مند ہے۔ اگر تمہاری محبت میں یہ حیثیت نہ ہوتی، تو میں اسے چھوڑ دیتی۔ لیکن مجھے دولت کی اہمیت کا احساس ہے۔"

ماہی کے چہرے پر حیرت کی لہر دوڑ گئی۔ وہ بولی، "تو تم نے محض پیسے کی خاطر ہادی سے شادی کی؟ تمہیں اس کی محبت کی کوئی پروا نہیں تھی؟"

مدیحہ نے اپنی آنکھوں میں لالچ کی چمک کے ساتھ کہا، "ہاں، اور کیا! میں کون سا اس کے عشق میں نیلام ہونے والی ہوں۔ میرے لیے تو بس اس کا پیسہ ہی اہم تھا۔"

یہ سنتے ہی ماہی کا دل چاہا کہ وہ گرم چائے اس کے چہرے پر انڈیل دے، لیکن اس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہا، "مدیحہ، میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ!"

مدیحہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے چل دی، اور پیچھے ماہی کو بخار میں تپتا ہوا اور سردی سے کانپتا چھوڑ گئی۔

ماہی نے کپ کو مضبوطی سے تھام کر چائے کا ایک گھونٹ لیا۔ چائے کی گرمی جیسے اس کے جسم میں زندگی بھرنے لگی، لیکن بخار نے اس کی توانائی کو بالکل ختم کر دیا تھا۔ چائے پینے کے بعد اس نے گہری سانس لی اور دوبارہ کپڑے دھونے میں مشغول ہو گئی۔ اس کے جسم میں لرزہ تھا، آنکھوں میں نمی تھی، مگر ہمت کی آخری رمق کو جمع کر کے وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہی۔

اس کی آنکھوں میں ایک گہری اداسی تھی، ایک خاموش شکایت تھی جو وہ زبان سے بیان نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا دل چاہتا کہ کوئی اس کا حال پوچھے، اس کا درد محسوس کرے، مگر شاید اس کے لیے کسی کے پاس وقت نہیں تھا۔ آج کئی دنوں کے بعد ہادی نے بوجھل قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر قدم رکھا۔ اس کا دل جیسے خالی

تھا، جیسے کسی نے ساری خوشیاں چھین کر اس کی روح کو چاک کر دیا ہو۔ اسے گھر میں خاموشی اور ویرانی سی محسوس ہوئی، جیسے کسی بکھرتے خواب کی دھندلی یاد ہو۔ نگاہوں نے ادھر اُدھر کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کی، اور پھر جیسے ایک منظر نے اسے ساکت کر دیا۔

سامنے ماہی تھی، ایک تھکے ہوئے وجود کی مانند، خاموشی سے کپڑے دھو رہی تھی۔ اس کی کمزور انگلیاں پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں، اور وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔ ہادی کا دل جیسے کسی انجانے دکھ سے بھر گیا۔ اس نے تیزی سے قدم بڑھائے اور ماہی کے قریب پہنچ کر پریشان لہجے میں کہا، "ماہی، کیا ہوا ہے تمہیں؟ یہ کیوں کانپ رہی ہو؟"

ماہی نے اس کی طرف ایک نظر ڈالی اور دھیرے سے کہا، "مجھے کچھ نہیں ہوا، ہادی۔"

ہادی کو اس کی بے حد سرد اور بے جان آواز نے خوفزدہ کر دیا۔ اس نے ماہی کا ہاتھ تھام لیا اور محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے تھے۔ اس نے فوراً

اس کا ماتھا چھوا، جو تپتے ہوئے لوہے کی مانند گرم تھا۔ "ماہی، تمہیں تو بخار ہے!"
ہادی کی آواز میں فکر کی جھلک نمایاں تھی۔

ماہی نے اپنا ہاتھ آہستگی سے چھڑاتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا، "کیا فرق پڑتا ہے،
ہادی؟"

ہادی کو جیسے کوئی خنجر چبھ گیا۔ اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی، "ماہی، مجھے فرق پڑتا ہے،
اور بہت زیادہ پڑتا ہے۔ تمہارے بغیر میری زندگی کچھ بھی نہیں ہے۔"

اتنے میں مدیحہ وہاں پہنچی۔ اس نے ماہی کو ہادی کے قریب دیکھ کر غصے سے کانپتے
ہوئے کہا، "ماہی! میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ میرے شوہر سے دور رہنا۔ تم
پھر اسے اپنی اداؤں سے قابو کرنا چاہتی ہو؟" اس نے غصے میں چلایا، "یہ میرا شوہر
ہے، کوئی اترے ہوئے کپڑے نہیں جو تم پہنو!"

ماہی نے سر جھکا کر تھوڑا خاموشی اختیار کی، مگر پھر ایک لمحے بعد اس نے مضبوطی
سے کہا، "مدیحہ، تمہارا شوہر میرے پاس آیا ہے، میں اس کے پاس نہیں گئی۔ اور
رہی اترن کی بات، تو یاد رکھو کہ یہ تمہارا شوہر میری چھوڑی ہوئی محبت ہے!"

ہادی دونوں کے بیچ کھڑا تھا، اور خاموشی سے ان کے جملے سنتا رہا۔ ایک عجیب ویرانی اور بے بسی اس کی آنکھوں میں چھلک رہی تھی۔

مدیحہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا، "آج تم دونوں عاشقیاں لڑا رہے ہو، کل جانے کیا کرو گے!"

یہ سن کر ماہی کا صبر ٹوٹ گیا۔ اس نے بے دریغ مدیحہ کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا۔ "مدیحہ! میں حساس ہوں، مگر کمزور نہیں کہ ہر الزام اپنے سر پر لے کر بیٹھ جاؤں۔ یہ تمہارا پاگل پن ہے!"

اتنے میں ماہی نے اپنے ناک پر کچھ نم محسوس کیا۔ اس نے ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ اس کی انگلی پر خون کی بوندیں تھیں۔

مدیحہ نے پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا اور بولی، "پاگل!" "تم مجھے پاگل سمجھتی ہو نہ، اسی پاگل نے تمہیں چائے میں زہر ملا کر پلایا ہے!" یہ کہہ کر اس نے ماہی کو دھکا دیا، اور ماہی زمین پر گر پڑی۔

ہادی کی برداشت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے ایک زوردار تھپڑ مدیحہ کے منہ پر مارا اور غصے سے کہا، "مدیحہ، تم اس حد تک گر سکتی ہو؟ اگر ماہی کو کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ دفن کر دوں گا! تم نے میری محبت، میری زندگی کو نقصان پہنچایا ہے۔ سنو، میں ہادی احمد، تمہیں اپنے پورے ہوش و حواس میں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں!"

مدیحہ کو طلاق دے کر ہادی نے ماہی کی طرف دوڑ لگائی۔ اس نے نرمی سے اسے اٹھایا اور کہا، "ماہی، پلیز، میری طرف دیکھو۔ کچھ بولو۔" اس کے الفاظ میں بیحد بے چینی اور محبت جھلک رہی تھی۔

زویا گھر میں داخل ہوئی اور یہ منظر دیکھ کر گھبرا کر بولی، "ہادی بھائی، ماہی آپی کو کیا ہوا ہے؟"

ہادی نے جلدی سے کہا، "زویا، کچھ کہنے کا وقت نہیں۔ ہمیں ہسپتال جانا ہے۔"

زویا نے اپنا بیگ ایک طرف پھینکا اور جلدی سے کار میں بیٹھ گئی۔ ہسپتال کے راستے میں، ہادی کے دل میں ہر لمحے ایک خوف تھا، ایک اندیشہ کہ کہیں اس کی زندگی کا یہ سب سے قیمتی رشتہ ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

وہ ہسپتال پہنچتے ہی ڈاکٹرز کو بلانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کا دل بس ایک ہی دعا کر رہا تھا، "خدا کے لیے، میری ماہی کو بچا لے۔" سریہ جب رات گئے گھر لوٹی تو مدیحہ کو کمرے کے ایک کونے میں بکھری ہوئی حالت میں بیٹھے پایا۔ مدیحہ کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا، آنکھوں میں گہرا دکھ اور اندرونی طوفان کی جھلک تھی۔ سریہ کا دل دھڑک اُٹھا۔ اُس نے مدیحہ کے پاس جا کر نرمی سے پوچھا، "مدیحہ، کیا ہوا ہے؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟"

مدیحہ نے آنکھیں اُٹھا کر ماں کو دیکھا اور آنسوؤں میں ڈوبی آواز میں کہا، "امی، ہادی نے مجھے طلاق دے دی ہے۔"

یہ سن کر سریہ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ بے یقینی کے عالم میں بولی، "طلاق دے دی؟ لیکن کیوں؟ تم نے ایسا کیا کیا کہ اُس نے یہ قدم اُٹھایا؟"

مدیحہ نے جھکے ہوئے سر کے ساتھ اعتراف کیا، ''امی، میں نے ماہی کو زہر دے دیا تھا۔اسی لیے ہادی نے مجھے چھوڑ دیا۔''

یہ الفاظ سنتے ہی سریہ کے چہرے پر غصے اور دکھ کی لہریں دوڑنے لگیں۔اُس نے مدیحہ کو جھنجوڑتے ہوئے کہا، ''مدیحہ! کیا تم پاگل ہو گئی ہو؟ تم نے ماہی کو زہر کیوں دیا؟ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اگر اُس کو کچھ ہو گیا تو کیا ہو گا؟ اور ہادی...اُس نے ٹھیک ہی کیا۔''

مدیحہ نے نم آنکھوں سے سر جھکا لیا اور مدھم آواز میں کہا، ''وہ دونوں ہسپتال میں ہیں۔''

یہ سن کر سریہ کا دل جیسے کسی بوجھ تلے دب گیا۔اُس نے مدیحہ کو اُسی حالت میں چھوڑا اور فوراً ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔ سریہ نے جیسے ہی ہسپتال کی دہلیز پار کی، سامنے زویا کو پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے پایا۔اس کے قدم جیسے زمین میں جم گئے۔زویا کے آنسوؤں اور ہچکیوں میں چھپی ہوئی کہانی کو سننے سے پہلے ہی سریہ کے دل پر خوف کا بوجھ بڑھنے لگا۔ہادی بھی پاس کھڑا تھا، خاموش، آنکھوں میں

ایک ایسی ویرانی لیے جو دل کو چھلنی کر رہی تھی، جیسے لمحہ بھر میں اس کا سب کچھ لٹ چکا ہو۔

"سریہ نے تڑپ کر سوال کیا، "زویا، ماہی کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟

زویا نے لرزتی ہوئی آواز میں روتے ہوئے جواب دیا، "وہ اپنی زندگی کی جنگ لڑ رہی ہے، امی! وہ بچپن سے ہی لڑتی آئی ہے، کبھی ماں سے، کبھی بہنوں سے اور کبھی اپنی محبت سے۔" زویا نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی، "ماہی آپی نے زندگی میں ہر جنگ ہاری ہے، اب یہ آخری جنگ ہے، زندگی کی جنگ، نہ جانے اسے جیت پائیں گی یا..." اور پھر اس کی آواز دھیمی ہو گئی، ہچکیوں میں گم۔

ہادی کے چہرے پر خوف اور بے بسی نمایاں ہو گئی۔ اس نے دل کو سنبھالتے ہوئے

اندر ہی اندر دعا مانگی، "یا اللہ! میری ماہی کو اپنی پناہ میں رکھنا، میری محبت، میری "زندگی کو مجھے واپس لوٹا دے۔

کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر ہال میں آیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ اس نے ایک نظر سب پر ڈالی اور پوچھا، "ماہی کے ساتھ کون ہے؟"

ہادی نے تیزی سے آگے بڑھ کر کہا، "ہم سب اس کے ساتھ ہیں، ڈاکٹر صاحب، کیا وہ ٹھیک ہے؟"

ڈاکٹر نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا، "خوش قسمتی سے زہر کم مقدار میں دیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ہم ماہی کی جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ اگر تھوڑی سی بھی تاخیر ہوتی تو اسے بچانا مشکل ہو جاتا۔"

یہ سن کر سریہ، زویا اور ہادی نے ایک ساتھ اللہ کا شکر ادا کیا۔ دلوں پر جیسے بوجھ ہلکا ہوا، اور آنکھوں میں شکر گزاری کے آنسو آ گئے۔ اس لمحے میں سب کو احساس ہوا کہ اللہ نے ان کی دعا کو سن لیا ہے اور ان کی پیاری ماہی اب خطرے سے باہر ہے۔

ہادی نے جلدی سے ڈاکٹر سے کہا، "کیا ہم ماہی سے مل سکتے ہیں؟"

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "ہم انہیں ابھی روم میں شفٹ کر رہے ہیں، کچھ دیر میں آپ سب ان سے ملاقات کر سکیں گے۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر سب کے دلوں میں سکون اور اطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی۔ زویا اور سریہ نے ایک دوسرے کو گلے لگایا اور آنسوؤں میں مسکرا دیں۔ ہادی نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں اور دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

اس کے دل میں امید کی ایک نئی شمع روشن ہو گئی تھی۔ وہ دعا گو تھا کہ اس بار ماہی زندگی کی اس آخری جنگ میں کامیاب ہو کر، اپنی زندگی کے نئے باب کا آغاز کرے۔ عشق کی نجات

ہسپتال کا کمرہ اداس روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ دیواروں پر چھائے ہوئے سایے اور روشنی کی کمی نے ماحول کو مزید خاموش اور سنجیدہ بنا دیا تھا، جیسے وقت نے اپنے قدم روک لیے ہوں۔ ہادی، ایک گہرے دکھ اور کرب کے ساتھ، ماہی کے بستر کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ماہی کے بے جان ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر، اسے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خاموشی تھی، مگر اندر کی طوفانی کیفیت اس کے دل کو بے چین کیے ہوئے تھی۔

ماہی نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ وہ بہت کمزور اور تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔ ہادی نے اس کے جاگنے پر ایک ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "ماہی، میری طرف دیکھو۔" مگر ماہی نے بے دلی سے اس کی طرف دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک تلخی نمایاں تھی۔ اس نے سرد لہجے میں کہا، "جاؤ، اپنی بیوی کے پاس جاؤ، جو ابھی مجھ پر الزام لگا رہی تھی۔"

ہادی کے لیے یہ الفاظ تیر کی طرح تھے، جو سیدھا دل میں اترتے جا رہے تھے۔ اس نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کی، جیسے خود کو سنبھال رہا ہو، پھر دھیری آواز میں بولا، ""ماہی، کیا تم مجھ سے سیدھی طرح بات نہیں کر سکتیں؟ کیا میرا کوئی قصور نہیں؟

ماہی نے گہری سانس لیتے ہوئے اپنی نم آنکھوں کو ضبط کیا اور بولی، "ہادی، تم نہیں سمجھ سکتے۔ جب کوئی شخص چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس کا اندر خالی سا ہو جاتا ہے، جیسے ایک زندہ لاش۔ دیمک کی طرح درد اور کرب اس کی روح کو چاٹ جاتے ہیں۔ "مجھے اب سب کچھ خالی سا لگتا ہے، جیسے کوئی رنگ باقی نہ ہو۔

ہادی نے اس کی بات سنی اور اس کی خاموشی میں اس کا درد محسوس کیا۔ پھر، آہستگی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا، "ماہی، مجھے مدیحہ کے پاس نہیں جانا۔ میرا دل، میری روح، سب تمہارے لیے ہیں۔ میں نے مدیحہ کو طلاق دے دی ہے۔ میرا دل آج بھی صرف تمہارے لیے دھڑکتا ہے۔"

ماہی کے آنسو اس کے رخسار پر گرتے ہوئے ایک خاموش کہانی سناتے تھے۔ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی، جیسے وہ ان الفاظ میں سچائی تلاش کر رہی ہو۔ ہادی نے محبت سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، "خدا کے واسطے، خود کو سزا مت دو۔ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ ہم مل کر ایک نئی زندگی شروع کر سکتے ہیں۔"

ماہی نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا، "مجھے نکاح نہیں کرنا تم سے، ہادی۔ میرے اندر اب وہ جگہ نہیں بچی کہ میں کسی کو اپنا کہہ سکوں۔" اس کے لہجے میں بیزاری اور ناامیدی نمایاں تھی۔

ہادی نے اس کے ہاتھ کو مزید مضبوطی سے تھام لیا اور پختہ لہجے میں بولا، "ماہی، میں نے نکاح خواں کو بلا لیا ہے اور ہم ابھی نکاح کریں گے۔ میں تمہیں مزید اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔ تمہارے آنسو میرے دل کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ ماہی، تم میری ہو اور میں صرف تمہارا ہوں۔"

ماہی کی آنکھوں میں ہلکی سی امید کی کرن چمک اٹھی۔ "لیکن ہادی، امی اور نادیہ خالہ کیسے مانیں گی؟" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

ہادی نے پختہ لہجے میں کہا، "انہیں میں دیکھ لوں گا، تم صرف ہاں کہو۔"

ماہی نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کی، پھر شرم سے اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، جو ہادی کے دل میں نئی امید جگا گئی۔

ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا، "تو کیا میں تمہاری خاموشی کو ہاں سمجھوں؟"

ماہی نے آہستگی سے سر ہلایا۔ اس لمحے نے دونوں کے دلوں کو ایک دوسرے سے باندھ دیا، اور ان کی تقدیر ایک نئے سفر کی طرف گامزن ہو گئی۔

کمرے میں نکاح خواں آیا، اور ہادی نے ماہی کا ہاتھ تھام کر اپنی محبت کے وعدے کو ایک نئ زندگی کی شکل میں بدل دیا۔ ہسپتال کی اس خاموشی میں ان دونوں کا نکاح ہوا، اور اس مدھم روشنی میں اب خوشیوں کی گونج تھی۔

یہ ہسپتال کا کمرہ اب ان کی محبت کی گواہی دینے والا ایک مقدس مقام بن چکا تھا۔ ان کی کہانی میں اب صرف محبت، سکون اور اعتماد کا رنگ باقی تھا۔ یہ عشق کی نجات تھی، جہاں اذیت اور درد کو خوشیوں کی چادر میں لپیٹ دیا گیا تھا۔ نادیہ خالہ اور سریہ دونوں کو اپنی زندگی کی غلطیوں کا ادراک ہوا اور انہوں نے جان لیا کہ صرف وہی رشتے کامیاب ہوتے ہیں جو دل کی خوشی سے بندھے ہوتے ہیں۔ ان کا تجربہ یہ تھا کہ جب کسی پر بوجھ کی صورت میں رشتہ مسلط کیا جاتا ہے، تو اس کا اختتام اکثر تلخ ہوتا ہے۔ اسی طرح مدیحہ اور ہادی کا رشتہ بھی خوشگوار نہ رہا، اور ان دونوں کے درمیان فاصلے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن وقت نے اپنی چال چلتے ہوئے ہادی کو ماہی کے ساتھ ملا دیا، اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش تھے ہسپتال کی زندگی کی تلخیوں کو پیچھے چھوڑ کر، ماہی ایک نئے سفر کی شروعات کر رہی تھی۔ وہ آج دلہن بنی، چمکتے دمکتے لباس میں، خوابوں کی دنیا میں کھوئی ہوئی،

اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ارد گرد ہر چیز محبت سے سجائی گئی تھی۔ کمرے میں گلاب کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، نرم روشنی نے ماحول کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا، اور دیواریں روشنی میں چمک رہی تھیں۔ مگر ماہی کے دل میں ایک ہلکی سی مایوسی اور بے چینی بھی تھی۔دل میں وہی پرانا سوال تھا: کیا واقعی یہ سب سچ ہے؟ کیا اس کا خواب حقیقت بن جائے گا؟

اسی لمحے دروازہ کھلا، اور ہادی کمرے میں داخل ہوا۔ وہ سنجیدگی اور محبت کی چمک لیے اس کے قریب آیا۔ہادی کی آنکھوں میں جذبات کا سمندر تھا، اور ماہی نے اس کے چہرے پر وہ محبت دیکھی جو شاید ہمیشہ سے اس کے انتظار میں تھی۔

ماہی،" ہادی نے نرم لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے چھو لیا۔"
"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔"

ماہی نے محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور آہستگی سے بولی، "ہادی، تمہیں پتہ ہے؟ میں نے ہمیشہ خواب دیکھا تھا کہ جب تم سے میری شادی ہو گی، تو یہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت دن ہو گا۔"

ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا، "اور اللہ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے، ماہی۔ یہ لمحہ ہماری محبت کی جیت ہے۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہادی نے شرارت سے کہا، "اب تو بس ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کا انتظار ہے، جو ہماری زندگی کو مکمل کر دیں گے۔"

ماہی نے یہ سن کر شرما کر نظریں جھکا لیں۔ اس کے دل میں خوشی کی لہریں تھیں مگر ساتھ ہی ایک ڈر بھی تھا۔ اس نے جھجھکتے ہوئے کہا، "ہادی، زندگی کی ہر مشکل میں ساتھ دینے کا وعدہ تو ہے، مگر مجھے کبھی تنہا مت چھوڑنا۔"

ہادی نے اس کے چہرے کو پیار سے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا، اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا، "میں کبھی نہیں چھوڑوں گا، ماہی۔ تم میرے خوابوں کی تعبیر ہو، اور میں اپنے بچوں کی ماں کو ہمیشہ اپنے دل کے قریب رکھوں گا۔"

یہ سن کر ماہی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا، "میں تمہاری محبت پر یقین رکھتی ہوں، ہادی، مگر کبھی کبھی دل میں ایک عجیب سا ڈر آ جاتا ہے۔"

ہادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، "ماہی، محبت ایسی طاقت ہے جو ہر خوف کو مٹا دیتی ہے۔ زندگی میں کوئی بھی مشکل آئے، میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ تمہیں کبھی تنہا نہیں ہونے دوں گا۔"

ماہی نے اسے گہری نظر سے دیکھا اور نرمی سے کہا، "میں تمہارے بغیر کچھ نہیں ہوں، ہادی۔ تم میری زندگی کا وہ محور ہو جس کے گرد میری ہر خوشی گھومتی ہے۔"

ہادی نے مسکرا کر کہا، "پھر ہمیں کوئی ڈر نہیں۔ یہ محبت ہمارا قلعہ ہے، اور ہم دونوں اس میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔"

اسی لمحے دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا، اور کمرے میں محبت اور خوشیوں کی گونج سنائی دینے لگی۔ ان کی کہانی جیسے ایک خوبصورت خواب کی تعبیر تھی، جسے

وقت نے سچ بنا دیا تھا۔ ہر رات ماہی خواب دیکھتی کہ ایک دن ان کے بچے ہوں گے، ان کی مسکراہٹوں میں محبت کا رنگ جھلک رہا ہو گا۔

ایک رات ہادی نے ماہی سے کہا، "ایک دن جب ہم اپنے بچوں کو دیکھیں گے، تو ہمیں احساس ہو گا کہ ہماری محبت ایک نئی شکل میں سامنے آئی ہے۔ یہ لمحہ ہماری زندگی کا حاصل ہو گا۔"

ماہی نے دل کی گہرائیوں سے مسکراتے ہوئے کہا، "ہاں، اور میں اس دن کا انتظار کر رہی ہوں۔ یہ سفر تو بس شروعات ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ہماری کہانی ہمیشہ چلتی رہے گی۔"

یوں ماہی اور ہادی کے درمیان کی محبت ایک وعدہ بن گئی، جہاں ہر لمحہ ایک نئی امید اور ایک نیا رنگ لیے ہوتا۔ ان کی کہانی میں وہ حسن تھا جسے وقت مٹا نہیں سکتا تھا۔

ختم شد